اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین......

طبی موت...............اور ڈاکٹرز کی ذمہ داری

یہ سوال کئی بار ہمارے قارئین ذی وقار کی طرف سے ہمیں موصول ہوا کہ طبی موت کیا ہے اور کسی شخص کو اگر مصنوعی تنفس پر رکھا گیا ہے اور مصنوعی تنفس کے نظام کو ہٹانے سے اس کی موت واقع ہوتی ہے تو یہ طبعی موت ہوگی یا قتل؟ ہم نے مختصرا ہر سائل کو ضرورت کے مطابق جواب تحریر کردیا، تاہم آج اس موضوع پر چند نکات پیش خدمت ہیں کہ یہ معاملہ کسی کو بھی درپیش ہوسکتا ہے اور فقہ المعاملات سے اس کا خاص تعلق ہے۔

سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہئے کہ موت سے کیا مراد ہے اور وہ جسے طبی موت کہا جاتا ہے وہ کیا ہے۔ بظاہر موت انسان کے اعضاء رئیسہ (دل، دماغ، گردے، پھیپھڑے وغیرہ) کے کام چھوڑ دینے کا نام ہے چنانچہ کسی کی موت کی تصدیق اسی وقت کی جاتی ہے جب اس کے دل کی دھڑکن بند ہوجائے، وہ سانس لینا بند کردے، اس کی نبض ڈوب جائے اور بدن بے حس وحرکت ہوجائے۔ یہ تو موت کی عام صورت ہے جسے طبعی موت کہا جاتا ہے لیکن طبی موت یہ ہے کہ اطباء (ڈاکٹرز) یہ کہہ دیں کہ یہ شخص انتقال کرچکا ہے۔ یہ صورت اس وقت پیش آتی ہے جب مریض مسلسل بے ہوشی میں ہوتا ہے اور اسے سانس لینے میں دقت یا دشواری کا سامنا ہوتا ہے، بسا اوقات وہ ہوش میں بھی ہوتا ہے مگر اس کے اعضاء رئیسہ ایک ایک کرکے کام چھوڑ رہے ہوتے ہیں، تاہم اس کا نظام تنفس ختم نہیں ہوتا البتہ سست پڑجاتا ہے، ایسے میں ڈاکٹرز کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کے نظام تنفس کو آلات کی مدد سے بحال رکھا جائے اور انہیں یہ امید ہوتی ہے کہ عارضی طور پر آلات تنفس کے ذریعہ اس کے تنفس کو ممکن بناکر قدرتی نظام کو بحال کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات کسی کا دل بیٹری سے چل رہا ہوتا ہے اور وہ زندہ سلامت ہوتا ہے، کسی کے گردے فیل ہوچکے ہوتے ہیں مگر وہ ڈیالیسس (Dialysis) پر چل رہا ہوتا ہے اگر ڈیالیسس کا عمل روک دیا جائے تو طبی طور پر اس کا ہفتے بھر سے زیادہ زندہ رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ ہائی بلڈ پریشر، شوگر اور بعض دیگر امراض میں بھی مریض

دوا پر چل رہا ہوتا ہے دوا اگر بند کردی جائے تو طبی طور پر اس کا زندہ رہنا بظاہر ممکن نہیں ہوتا۔ دماغی ٹیومر یا صدمہ دماغ کی صورت میں جو کسی حادثے کی صورت میں لاحق ہوتا ہے، مریض بے ہوش ہوتا ہے اور اس کا دماغ کام نہیں کر رہا ہوتا اسی لئے وہ اپنے قریبی عزیزوں تک کو پہچان نہیں پاتا۔لیکن ڈاکٹر اس کی جان بچانے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں۔ اور اس کے دیگر اعظاء بسا اوقات متاثر ہوتے ہیں اور بسا اوقات کام کر رہے ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا صورتوں میں سے اکثر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مریض نیم مردہ ہے یا مصنوعی زندگی پر اس کا دار ومدار ہے۔ اس کیفیت سے بعض مریض نکل بھی آتے ہیں اور مکمل طور پر شفایاب ہوجاتے ہیں لیکن اکثر کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

یہ عرصہ نہ صرف اعزاء کے امتحان وآزمائش کا ہوتا ہے بلکہ ڈاکٹرز کے لئے بھی بسا اوقات اس میں کڑی آزمائش ہوتی ہے۔ڈاکٹرز کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ اسے کب تک مصنوعی نظام مہیا کیا جائے، اور کب ہٹالیا جائے۔ ہمارے ہاں چونکہ ہسپتالوں میں مصنوعی نظام حیات کی مشینیں بھی کم ہوتی ہیں اس لئے ایک مریض کو زیادہ عرصہ ایک مشین مہیا کرنا ممکن نہیں ہوتا کہ دوسرے مریض منتظر ہوتے ہیں نیز یہ کہ مریض کے لواحقین کا بھی اور دیگر جہات کا دباؤ بھی ڈاکٹرز کے لئے پریشان کن ہوتا ہے، پھر بسا اوقات ڈاکٹر یہ محسوس کرتے ہیں کہ دوسرا مریض جسے مشین مہیا کرنا ضروری ہے اس کا مشین کی معمولی مدد کے ذریعہ بچ جانا اس پہلے مریض کی بنسبت زیادہ ممکن ہے ۔ان صورتوں میں ڈاکٹرز کے لئے فیصلہ کرنا خاصا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ وہ جس مریض کو مصنوعی نظام تنفس یا ڈیالیسس مہیا کر رہے ہوتے ہیں اس امید سے کر رہے ہوتے ہیں کہ اس مدد سے مریض کا اپنا قدرتی نظام سنبھل کر کارآمد ہوجائے گا۔مگر جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ مریض انتہائی کمزور ہے، اس کے دیگر اعضاء اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں اور صرف مصنوعی نظام تنفس کے ذریعہ ہی وہ سانس لے رہا ہے، تو وہ یہ نتیجہ بآسانی اخذ کرلیتے ہیں کہ مریض سے مصنوعی آلات الگ کرتے ہی اس کی موت واقع ہوجائے گی۔ایسے میں وہ مریض کے اعزاء کو ذہنی طور پر تیار کرتے ہیں تاکہ وہ مصنوعی آلات ہٹانے کی اجازت دے دیں، اور اعزاء عموماً ایسا کرنے میں متامل ہوتے ہیں، کہ وہ امید کی آخری کرن تک مریض کی زندگی کی آس لگائے بیٹھے ہوتے ہیں۔چنانچہ ڈاکٹرز کو اس صورت میں خود فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ کیا کریں؟ یہاں بعض ڈاکٹرز یہ استفسار کرتے ہیں کہ اس صورت میں جبکہ مریض مصنوعی

آلات سے تو سانس لے کر زندہ ہوتا ہے اور آلات ہٹاتے ہی وہ مر جاتا ہے تو کیا ڈاکٹرز کا آلات ہٹانا اقدام قتل کے زمرے میں تو نہیں آتا؟ اس سلسلہ میں مختلف ممالک میں علمی مذاکرے ہوتے رہے ہیں، فقہ اسلامی جدہ اور فقہ اسلامی انڈیا کے علاوہ پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل بھی اس پر غور کر چکی ہے، ہم یہاں فقہ اسلامی جدہ میں ہونے والے علمی مذاکرہ کے بعد طے پانے والی قرارداد پیش کرتے ہیں تا کہ عالمی سطح پر اہل علم کی فکر ورائے جو تقریباً اجماع کی ایک صورت ہے سامنے آسکے اور حتمی نتیجہ تک پہنچا جا سکے۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ھ/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں "حرکت قلب اور تنفس جاری رکھنے والے آلات" کے موضوع سے متعلق تمام پہلوؤں پر بحث ہوئی اور ماہر اطباء کی مفصل توضیحات سنی گئیں۔ اس کے بعد کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

اگر کسی شخص میں مندرجہ ذیل دو علامتوں میں سے کوئی ایک علامت ظاہر ہو جائے تو شرعاً اسے مردہ تصور کیا جائے گا اور اس پر موت کے تمام احکام جاری ہوں گے:

۱۔ اس شخص کے دل کی حرکت اور تنفس مکمل طور پر اس طرح رک جائے کہ ماہر اطباء یہ کہیں کہ اب اس کی واپسی ممکن نہیں۔

۲۔ اس کے دماغ کے تمام وظائف بالکل معطل ہو جائیں، اور ماہر اور تجربہ کار اطباء اس بات کی صراحت کریں کہ یہ تعطل اب ختم نہیں ہو سکتا اور اس کے دماغ کی تحلیل ہونے لگی ہے۔

ایسی حالت میں محرک حیات آلات کو اس شخص سے ہٹا لینا جائز ہے، خواہ اس کا کوئی عضو مثلاً قلب، محض آلے کی وجہ سے مصنوعی حرکت کر رہا ہو۔ **واللہ تعالی اعلم بالصواب.**

اہم وضاحت:

گزشتہ شمارہ (جنوری ۲۰۱۰) میں ایک مضمون بعنوان مروجہ قمار آمیز معاملات، شائع ہوا ہے، اس مضمون میں فاضل مقالہ نگار نے انعامی بانڈز کو بھی انہیں قمار آمیز معاملات میں شامل کیا ہے، جو ان کی ذاتی رائے ہے، مجلہ فقہ اسلامی اپنی ایک اشاعت میں اس پر ایک تفصیلی تحقیقی مضمون شائع کر چکا ہے جس کی رو سے انعامی بانڈز کا معاملہ مختلف فیہ ہونے کے باوجود قمار آمیز معاملات میں نہیں آتا۔

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے